ڈاکٹر الماس خانم

استاد شعبہ اردو، جی سی یونیورسٹی، لاہور۔

نفاذِ اردو ضرورت و اہمیت، مسائل اور امکانات: شماریاتی جائزہ

Dr. Almas Khanum,
Assistant Professor, Department of Urdu. GC University Lahore

Implementation of Urdu as Official Language: Importance, Necessity، Problems and Possibilities

As well as being the identity of any nation, language is also the guarantor of its development. Whenever a nation comes into being, it also considers language to protect its survival. The promotion and implementation of the language which declares to be the national language are among its primary objectives. When Pakistan came in to being, Urdu language got the status of national language and it also got constitutional status but even after many decades, the obstacles in the way of this language could not be overcome. With the passage of time, the issue of implementation of Urdu remained unresolved and no significant form of its implementation came to light. In this context, it is necessary to review the obstacles and problems in the way of Urdu language and in the light of this review, the possibility of implementation of Urdu should be brought to the fore. The purpose of this article is to identify the problems of implementation of Urdu language and to highlight the possibilities of its implementation. The questionnaire has been used to achieve this goal. In particular, questionnaires have been filled out from science students, lawyers and office employees and conclusions have been drawn in this light with help of SPSS.

Key Words: *Urdu as official language, Educational language, judicial language.*

زبان کسی بھی قوم کی پہچان ہوتی ہے خاص طور پر قومی زبان کسی بھی قوم کے لیے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے کیونکہ قومی زبان کے ذریعہ ہی تمام زبانی اور دستاویزی امور سر انجام پاتے ہیں اور انہیں کے ذریعہ قومیں ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہوتی ہیں۔ قومی زبان نہ صرف کسی بھی قوم کے تشخص کی آئینہ دار ہوتی ہے بلکہ اس کے

تہذیبی، ثقافتی، مذہبی، علمی، تاریخی اور ادبی سرمائے کی امین بھی ہوتی ہے۔ زبان کی اسی اہمیت کو بانی پاکستان نے بھی پیشِ نظر رکھا اور ۲۴ مارچ ۱۹۴۸ کو ڈھاکہ یونیورسٹی میں طلبا سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ:

> ''اگر پاکستان کے مختلف حصوں کو باہم متحد ہو کر ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہونا ہے تو اس کی سرکاری زبان ایک ہی ہو سکتی ہے، اور وہ میری ذاتی رائے میں اردو اور صرف اردو ہے''(۱)

قرار دادِ مقاصد میں قومی زبان سے متعلق کوئی واضح نکتہ نظر موجود نہیں تھا جبکہ ۱۹۵۶ کے پہلے آئین میں بھی اردو زبان سے متعلق شقیں شامل کی گئیں۔ ۱۹۷۳ کے آئین میں قومی زبان کے متعلق یہ نکات شامل کیے گئے تھے:

> '' ۱۔ پاکستان کی قومی زبان اردو ہے۔ اسے سرکاری اور دیگر مقاصد کے لیے استعمال کرنے کے لیے آئین کے نفاذ سے پندرہ سال کے اندر انتظامات کیے جائیں گے۔
>
> ۲۔ پہلی شق کے مطابق اردو کو انگریزی زبان کی جگہ لینے کا انتظام کرنے تک انگریزی کو سرکاری زبان کے طور پر استعمال کیا جائے گا۔
>
> ۳۔ قومی زبان کے (مذکورہ بالا) منصب کو کسی قسم کا گزند پہنچائے بغیر ایک صوبائی اسمبلی کو حق حاصل ہو گا کہ وہ قومی زبان کے ساتھ ساتھ صوبائی زبان کی ترقی، استعمال، اور تعلیم کے لیے مناسب قوانین بنا سکے۔''(۲)

ڈاکٹر عطش درانی نے اردو کی ضرورت اور اہمیت کے چند پہلوؤں کی نشاندہی کی ہے۔ پہلا پہلو تاریخی ہے یعنی اردو پاکستان کی تاریخ اور تحریک کے ساتھ وابستہ رہی ہے اور اس کا تعلق اردو کی دفتری حیثیت سے بھی ہے۔ دوسرا پہلو قومی اور تہذیبی ہے۔ قومی حیثیت میں اردو کو پاکستان کی زبان قرار دیا گیا ہے جب کہ تہذیبی حیثیت سے یہ زبان برِ صغیر میں تمدنی ارتقا میں حصہ دار رہی ہے۔ اس کے تیسرے پہلو کا تعلق عوامی حیثیت سے ہے یعنی اردو زبان نے عوامی ضروریات کے لحاظ سے بھی قابلِ قدر اور اہم خدامت سر انجام دی ہیں۔ اس کا چوتھا پہلو تعلیمی ہے اس کہ اہمیت اس امر کی متقاضی ہے کہ پاکستان میں اسی زبان میں تعلیم دی جائے۔ اس کا پانچواں پہلو کاروباری ہے جس کا تعلق براہِ راست عوام سے رابطے سے ہے۔ اس کا چھٹا پہلو دفتری اور عدالتی ضروریات سے متعلق ہے۔ اس میں بھی عوام کے ساتھ رابطہ بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔(۳)

پاکستان کو قیام کے بعد جن اہم مسائل کا سامنا رہا ان میں سے ایک اہم مسئلہ زبان کا بھی تھا۔ قیامِ پاکستان سے قبل اردو زبان نہ صرف یہ کہ اپنے ارتقائی مراحل طے کر چکی تھی بلکہ اس زبان نے تحریکِ پاکستان میں بھی اہم کردار ادا کیا تھا۔ بانئ پاکستان قائدِ اعظم بھی اردو زبان کی اہمیت اور مقام و مرتبہ سے آگاہ تھے جس کا اظہار انہوں نے مختلف مواقع پر کیا لیکن دوسری طرف انگریزی نہ صرف یہ کہ برِ صغیر کے اذہان پر غلبہ پا چکی تھی بلکہ تعلیمی، دفتری اور عدالتی زبان کے منصب پر بھی فائز تھی۔ یہی وجہ ہے کہ قیامِ پاکستان کے بعد سے اب تک اردو کو اس کا جائز مقام نہ مل سکا۔ اردو کے نفاذ کے لیے کسی حد تک سرکاری و انفرادی سطح پر کاوشیں منظرِ عام پر آتی رہیں لیکن کوئی قابلِ قدر نتیجہ بر آمد نہ ہو پایا۔ ۲۰۱۵ میں سپریم کورٹ آف پاکستان نے ۱۹۷۳ کے آئین کی شق نمبر ۲۵۱ پر عمل درآمد کی جانب قدم اٹھاتے ہوئے اردو زبان کو سرکاری زبان کے طور پر فوری نافذ کرنے کا حکم دیا۔ اس حکم نے "نفاذِ اردو" کے بے جان ہوتے جسم میں پھر سے روح تو پھونک دی لیکن تاحال اس پر مکمل طور پر عمل درآمد ممکن نہ ہو پایا۔ اردو زبان کے نفاذ کے لیے سرکاری وغیر سرکاری سطح پر کوششیں ہوتی رہیں لیکن یہ جاننے کی بہت کم کوشش کی گئی کہ عام عوام جن کا ذریعہ تعلیم، دفاتر اور عدالتوں سے براہِ راست واسطہ پڑتا ہے وہ نفاذِ اردو کی اہمیت، ضرورت اور عصری تقاضوں کے بارے میں کیا نکتہ نظر رکھتے ہیں۔

پاکستان میں اردو کی سرکاری حیثیت کا معاملہ ابتدا ہی سے خاص اہمیت کا حامل رہا۔ قائدِ اعظم نے قیامِ پاکستان کے بعد اپنی مختلف تقاریر اور خطبات میں اردو کی اہمیت کو اجاگر کیا۔ پاکستان کے دساتیر میں بھی اردو کی سرکاری حیثیت کو تسلیم کیا گیا اور جلد از جلد اس کے نفاذ کو عملی جامہ پہنانے کے لیے اقدامات کی سفارش کی گئی۔ حکومتی سرپرستی میں اردو کے نفاذ کی کوششیں بھی ہوئیں اور غیر سرکاری سطح پر بھی مختلف اداروں اور افراد کی انفرادی و اجتماعی کاوشیں منظرِ عام پر آئیں۔ ان کوششوں کے سلسلے میں اردو زبان کے ادیب اور محققین بھی کسی سے پیچھے نہ رہے۔ اردو زبان ذریعہ تعلیم، اردو دفتری اور عدالتی زبان کی اہمیت و ضرورت اجاگر کرنے کے لیے درجنوں کتب اور سینکڑوں مقالات احاطہ تحریر میں لائے گئے۔ اردو ادب کے ماہرین نے اس امر پر زور دیا کہ " اردو کو بڑھانے اور اس کی جڑوں کو مضبوط کرنے کے لیے کسی سوچے سمجھے ہوئے پروگرام کی ضرورت ہو گی جس کی تکمیل کے لیے اربابِ حکومت، اہلِ علم و ادب اور عامۃ الناس کو متفقہ طور پر اپنے اپنے فرائض انجام دینے پڑیں گے۔ حکومت کا فرض تو یہ ہے کہ فی الفور اردو کو واحد سرکاری اور عدالتی زبان بنانے کا اقدام کرے۔ بیرونی دنیا کے لوگوں سے مراسلت کے لیے انگریزی یا کسی دوسری زبان کو اظہارِ خیال کا ذریعہ بنایا جا سکتا ہے۔ اسی طرح صوبائی

زبانوں کو تعلیمات میں مناسب مقام دے دینے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں، مگر ان دو ضرورتوں کے سوا قلمرو پاکستان کے طول و عرض میں اردو اور صرف اردو ہی کا سکہ رائج ہونا چاہیے۔"[۴] اردو زبان میں سرکاری اور عدالتی زبان بننے کے ساتھ ساتھ تعلیمی زبان بننے کی بھی صلاحیت موجود ہے اسی لیے ماہرینِ تعلیم نے بھی اس موقف کی حمایت کی کہ اردو کو ہی تمام مدارج اور مضامین کے لیے ذریعہ تعلیم ہونا چاہیے۔" سائنس کی تعلیم، مذہبی، اخلاقی، معاشرتی اور جغرافیائی تعلیم کی طرح اپنی زبان ہی میں ہو سکتی ہے۔ کسی دوسری زبان میں نہیں۔ کسی اور زبان کے ذریعے فراہم کی ہوئی سائنسی تعلیم سائنس پڑھانے کے کام تو آسکتی ہے سائنس پھیلانے سائنسی عمل عام کرنے میں مدد نہیں دے سکتی۔"[۵]۔ پاکستان میں ذریعہ تعلیم اردو ہونے میں جو رکاوٹیں حائل ہیں ان کی نشاندہی کرتے ہوئے ڈاکٹر آغا سہیل لکھتے ہیں کہ " پاکستان میں ذریعہ تعلیم وسیع تر معانی اور مفہوم میں اردو نہیں ہے۔ جس کے بہت سے اسباب اور موانع ہیں اولاً نظامِ تعلیم میں بنیادی نقائص موجود ہیں ثانیاً نوکر شاہی بجائے خود ایک رکاوٹ ہے ثالثاً سائنس اور ٹیکنالوجی کے مضامین اردو زبان میں منتقل نہیں ہوئے رابعاً اردو زبان کی وسعت و پہنائی کے باب میں ایک طرف کم موادی اور دوسری طرف عدم واقفیت کی بنا پر احساسِ کم تری موجود ہے خامساً علمی اور ادبی زبان کے نایاب ذخیرے سے محض سہل انگاری کی بنا پر عدم توجہی پائی جاتی ہے۔"[۶] پاکستان میں اکثریت اردو کے نفاذ کی حامی ہے لیکن ایک طبقہ ایسا بھی ہے جو اس قسم کے اعتراضات کرتا ہے۔ کہ" اردو کمتر اور غیر ترقی یافتہ زبان ہے۔ اردو میں دفتری اور سرکاری معاملات کا اظہار آسانی سے ممکن نہیں۔ اردو میں علمی اصطلاحات کا متبادل موجود نہیں' اردو اس جدید ٹیکنالوجی سے محروم ہے جو انگریزی زبان کے پاس ہے۔ اردو میں ٹائپ اور کمپیوٹر کے ماہرین کی کمی ہے۔"[۷]

مذکورہ بالا نکات کے پیشِ نظر اس امر کا جائزہ لینے کی ضرورت ہے کہ اردو کے ذریعہ تعلیم، دفتری اور عدالتی زبان بننے کے امکانات کس حد تک موجود ہیں اور اس کے نفاذ میں جو رکاوٹیں حائل ہیں اس ضمن میں زمینی حقائق کس نوعیت کے ہیں۔ ان زمینی حقائق کو جاننے کے لیے سوالنامہ کا طریقہ کار اختیار کیا گیا۔ زیرِ تحقیق موضوع پر سوالنامہ حل کروانے کے لیے لاہور کے یونیورسٹی سطح کے شعبہ سائنس کے پچاس طلبا و طالبات، لاہور کے دفاتر کے افسران سے لے کر نائب قاصد تک کے پچاس ملازمین اور لاہور کی عدالتوں کے پچاس وکلا کا انتخاب کیا گیا۔ ذریعہ تعلیم اردو زبان اور اردو کے نفاذ کے لیے خاص طور سے اردو تحریک سے وابستہ افراد اور شعبہ تعلیم سے وابستہ اساتذہ سے انٹرویو لیے گئے۔

زیرِ تحقیق موضوع پر سوالنامہ حل کروانے کے لیے لاہور کے یونیورسٹی سطح کے شعبہ سائنس کے پچاس طلبا و طالبات میں سروے تقسیم کیے گئے۔ تمام طلبا طالبات نے اس سروے میں ذوق و شوق سے حصہ لیا یہی وجہ ہے کہ ۵۰ میں سے ۴۹ طلبا و طالبات نے سوالنامے حل کر کے واپس کیے۔ لاہور کے مختلف دفاتر میں پچاس ملازمین میں سروے تقسیم کیے گئے جن میں سے ۳۸ ملازمین نے سروے حل کر کے واپس کیے اسی طرح لاہور کی عدالتوں کے پچاس وکلا میں سروے تقسیم کیے گئے جن میں سے ۴۹ وکلا نے سروے حل کیے۔ نفاذِ اردو کے سلسلے میں انفرادی اور اجتماعی سطح پر ہونے والی کاوشیں قابلِ ستائش ہیں۔ قیامِ پاکستان کے بعد ہی سے پاکستان میں مختلف شخصیات نفاذِ اردو کے لیے سرگرم رہی ہیں۔ موجودہ دور میں نفاذِ اردو کے لیے سرگرم چند شخصیات کے انٹرویو کیے گئے۔ شعبہ اردو کے اساتذہ کے انٹرویو بھی اس تحقیق میں شامل ہیں۔

مواد کے شماریاتی تجزیہ کے لیے ایس۔ پی۔ ایس۔ ایس سے مدد لی گئی ہے۔ سروے کے اندراجات کو چھ مرکزی حصوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔ پہلے حصے میں سروے شرکا کے کوائف کے حصول کے لیے چھ سوالات پوچھے گئے تھے۔ جن میں تعلیمی قابلیت، ذریعہ تعلیم، پیشہ، عمر، مادری زبان اور جنس شامل تھے۔ دوسرے حصہ میں "ذریعہ تعلیم اردو" سے متعلق معلومات اخذ کرنے کے لیے نو سوالات پوچھے گئے تھے۔ تیسرے حصے کا تعلق " عدالتی زبان اردو" سے متعلق تھا۔ اس حصے میں پانچ سوالات پوچھے گئے تھے۔ چوتھے حصہ میں " دفتری زبان اردو" کے نفاذ سے متعلق سات سوالات پوچھے گئے تھے۔ پانچویں حصے " نفاذِ اردو میں درپیش مسائل" کے تحت آٹھ سوالات کے جوابات ہاں یا نہ کی صورت میں طلب کیے گئے تھے۔ چھٹے حصے کا تعلق " نفاذِ اردو کے امکانات اور مسائل" کے سلسلے میں شرکا سروے کی رائے کے اظہار سے تھا۔ درج ذیل میں جمع شدہ مواد کا جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

سروے شرکا کے کوائف کا جائزہ

سوالنامے میں شرکا سے ان کے کوائف جاننے کے لیے چھ سوالات پوچھے گئے۔ جن میں جنس، تعلیمی قابلیت، عمر، ذریعہ تعلیم، مادری زبان اور پیشہ ورانہ حیثیت سے متعلق سوالات شامل تھے۔ اس حصہ کے نتائج درج ذیل جدول ۱، جدول ۲، جدول ۳، جدول ۴، جدول ۵ اور جدول ۶ میں دیکھے جاسکتے ہیں۔

جدول۱

نمبر شمار	جنس	تعدد	فی صد
.1	خواتین	80	58.8
.2	مرد	56	41.2

جدول۲

نمبر شمار	تعلیمی قابلیت	تعدد	فی صد
.1	آئی کام/ایف۔ایس۔سی/ایف۔اے	8	5.9
.2	بی۔اے(آنرز)	48	35.3
.3	ایم۔ایس سی/ایم۔اے	20	14.7
.4	ایم۔فل	10	7.4
.5	پی ایچ۔ڈی	1	.7
.6	ایل۔ایل۔بی	49	36.0
.7	ٹوٹل	136	100.0

جدول۳

نمبر شمار	عمر	تعدد	فی صد
.1	18-22	38	27.9
.2	23-30	52	38.2
.3	31-40	27	19.9
.4	40سال سے زائد	18	13.2
.5	کوئی جواب نہیں	1	.7
.6	ٹوٹل	136	100.0

جدول۴

نمبر شمار	مادری زبان	تعدد	فی صد
.1	اردو	91	66.9
.2	پنجابی	40	29.4
.3	پشتو	2	1.5
.4	سرائیکی	3	2.2
.5	ٹوٹل	136	100.0

جدول۵

نمبر شمار	ذریعہ تعلیم	تعدد	فی صد
.1	اردو	45	33.1
.2	انگریزی	71	52.2
.3	اردو اور انگریزی	20	14.7
.4	ٹوٹل	136	100.0

جدول۶

نمبر شمار	پیشہ	تعدد	فی صد
.1	طلبا	49	36.0
.2	وکلا	49	36.0
.3	دفتری ملازمین	38	27.9
.4	ٹوٹل	136	100.0

ذریعہ تعلیم اردو

تعلیم کے عمل میں ایک اہم ترین ستون اس زبان کو قرار دیا جا سکتا ہے جو ذریعہ تعلیم ہوتی ہے۔ انسانی تاریخ گواہ ہے کہ جن قوموں نے اپنی زبان کی حفاظت کی اور اپنی قومی زبان کو ذریعہ تعلیم بنایا وہ ترقی کی معراج کو پہنچیں۔ تاریخ کے اوراق پلٹتے ہوئے زیادہ دور کیوں جائیں ہمسایہ ملک چین، جاپان، جرمنی، فرانس جیسی بیسیوں مثالیں ہمارے سامنے ہیں کہ ان ممالک نے انگریزی کو بیساکھی بنانے کے بجائے اپنی اپنی زبانوں میں علم و ہنر کو اس قدر ترقی دی کہ جس کی نظیر نہیں ملتی لیکن ہمارے وطن پاکستان میں قومی زبان اردو کو بہتر برس بعد بھی اس کا اصل مقام حاصل نہ ہو سکا۔ ہم نے اپنی قوم کو انگریزی کی بیساکھیوں کے سہارے کھڑا کرنے کی کوشش کی ہوئی ہے اور نتیجہ ہم سب کے سامنے ہے۔ بابائے اردو مولوی عبد الحق نے قیامِ پاکستان کے فوراً بعد ہی اس نقصان کو بھانپ لیا تھا جو اردو کو اس کے جائز مقام نہ دینے اور انگریزی کو ذریعہ تعلیم بنائے رکھنے سے ہونے والا تھا۔ آپ فرماتے ہیں:

> " تعلیم کے معاملے میں ایک اہم مسئلہ ذریعہ تعلیم کا ہے۔ انگریزی حکومت میں سن ۱۸۳۵ سے جو نظامِ تعلیم عمل میں آیا۔ اس میں سب سے بڑا ظلم یہ ہوا کہ انگریزی زبان ذریعہ تعلیم قرار پائی اور ہماری قومی زبان کو نصاب سے خارج کر دیا گیا چنانچہ اب تک اسی پر عمل درآمد ہے اور تمام علوم و فنون انگریزی کے ذریعہ پڑھائے جاتے ہیں۔۔۔ اس عمل سے جو جسمانی، ذہنی، دماغی اور اخلاقی نقصانات ہمیں پہنچے وہ ناقابلِ تلافی اور ناقابلِ بیان ہیں۔۔۔ اگر اردو ذریعہ تعلیم ہوتی اور تمام علوم و فنون اور زبانیں اس کے ذریعہ سے پڑھائی جاتیں تو علمی و ادبی اعتبار سے ہماری زبان کا مرتبہ نہایت بلند ہو جاتا، وہ علم و حکمت کی دولت سے مالا مال ہو جاتی اور دنیا کی اعلا ترقی یافتہ زبانوں کا مقابلہ کر سکتی۔"(۸)

اردو ذریعہ تعلیم کی بابت ڈاکٹر سید عبداللہ کہتے ہیں کہ:

> " اردو کو علمی زبان ہونے کا شرف ابھی سے حاصل ہے، یہ تعلیمی زبان بن چکی ہے اور بن رہی ہے۔ ابتدائی درجوں کے سوا اس کو ہر منزل اور ہر مرحلے پر ذریعہ تعلیم اور ذریعہ امتحان بنانا ہوگا اور سب صوبوں میں، کیونکہ اسی سے وحدت اور مواخات کے رشتے مضبوط ہوں گے۔" (۹)

قیامِ پاکستان سے لے کر اب تک اردو یا انگریزی ذریعہ تعلیم کا مسئلہ زیرِ بحث رہا ہے۔ اس ضمن میں ماہرینِ تعلیم سے لے کر عوام تک میں اختلافِ رائے پایا جاتا ہے۔ بہتر برس سے انگریزی کے غلبے نے اردو زبان کو سر اٹھانے ہی نہیں دیا اور بالآخر قومی سطح پر یہ تسلیم کر لیا گیا کہ ذریعہ تعلیم انگریزی میں ہی ہماری بھلائی اور نجات مضمر ہے۔ نفاذِ اردو کے راستے میں یہ معاملہ ایک بڑی رکاوٹ بن کر حائل رہا ہے اور آج بھی حائل ہے۔ ایسے میں یہ جاننا بہت ضروری ہے کہ ہماری عوام اردو ذریعہ تعلیم کو کس زاویے سے دیکھتی ہے۔ اسی لیے "نفاذِ اردو" کے سلسلے میں اس سروے میں ۹ سوالات پر مشتمل پہلا حصہ " اردو ذریعہ تعلیم" سے متعلق ترتیب دیا گیا۔ جس کے نتائج کو جدول ۷ میں ظاہر کیا گیا ہے۔ اس کے نتائج سے صورتحال کا جائزہ لینا ممکن ہو سکتا ہے

جدول۷۔ ذریعہ تعلیم اردو

ذریعہ تعلیم اردو	ذریعہ تعلیم اردو سے کارکردگی میں مزید بہتری	اکیسویں صدی میں بچوں کا ذریعہ تعلیم اردو	معیارِ تعلیم میں بہتری کے امکانات	پرائمری تک ذریعہ تعلیم اردو	ثانوی سطح تک ذریعہ تعلیم اردو	اعلیٰ سطح تک ذریعہ تعلیم اردو	اردو میں اصطلاحات سازی	اردو ذریعہ تعلیم سے عالمی تعلیمی معیارات تک رسائی	اردو میں ذریعہ تعلیم بننے کی صلاحیت
پُرزور تائید	35	23	27	34	21	18	26	21	37
تائید	24	29	35	28	25	18	23	14	37
غیر جانبدار	35	20	28	20	26	30	48	26	34
غیر متفق	19	24	24	26	30	33	20	34	11
بالکل غیر	22	39	20	22	27	33	18	40	15

متفق									
کوئی جواب نہیں	1	1	2	6	7	4	1	1	2

جدول ۷ کے نتائج کے مطابق ۱۳۶ افراد میں سے ۱۳۵ افراد نے پرُزور تائید جب کہ ۲۴ افراد نے تائید کی کہ اردو ذریعہ تعلیم ہونے سے ان کی تعلیمی کارکردگی زیادہ بہتر ہوتی جب کہ ۱۳۵ افراد غیر جانبدار رہے۔ یعنی سائنس طلبا، وکلا اور دفتری ملازمین کی کثیر تعداد کے خیال میں ان کا ذریعہ تعلیم اردو ہونا چاہیے تھا لیکن دوسری طرف ۱۳۹ افراد اس بات سے بالکل متفق نہیں کہ اکیسویں صدی کے پاکستانی بچوں کا ذریعہ تعلیم اردو ہو۔ ۱۳۵ افراد تائید کرتے ہیں کہ ذریعہ تعلیم اردو ہونے سے معیارِ تعلیم بہتر ہونے کے امکانات ہیں جبکہ پرُزور تائید کرنے والے اور اس معاملہ میں غیر جاندار رہنے والوں کی تعداد برابر ہے جبکہ ۲۰ افراد اس بات سے بالکل بھی متفق نہیں۔ ذریعہ تعلیم اردو ہونے سے متعلق یہ اہم سوال بھی زیرِ غور رہا ہے کہ پرائمری، ثانوی اور اعلیٰ سطحوں پر ذریعہ تعلیم کس زبان کو بنایا جائے اسی مسئلہ کے پیشِ نظر یہ تین سوالات بھی اس سروے میں شامل کیے گئے۔ ۲۵ فی صد نے پرُزور تائید کی کہ پرائمری سطح تک ذریعہ تعلیم اردو ہو، جب کہ ۱۶ فی صد اس سے بالکل بھی متفق نہیں۔ ثانوی سطح پر ذریعہ تعلیم اردو ہونے کے حق میں صرف ۱۵ فی صد نے بھرپور تائید کی جب کہ ۲۲ فی صد اس بات سے اتفاق نہیں کرتے ۔ اعلیٰ سطح کی تعلیم اردو سے متعلق ہونے کے نتائج حیرت انگیز ہیں۔ پرُزور تائید اور تائید کرنے والے ۱۳، ۱۳ فی صد جب کہ بالکل غیر متفق اور غیر متفق ۲۴، ۲۴ فی صد کے ساتھ برابر تعداد میں ہیں اور ۲۲ فی صد غیر جانبدار ہیں۔ مجموعی طور پر ان نتائج کی روشنی میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ عام رائے یہی ہے کہ پرائمری تعلیم میں ذریعہ تعلیم اردو ہو جب کہ ثانوی اور اعلیٰ سطح پر زریعہ تعلیم اردو کے حوالے سے اتفاقِ رائے نہیں پایا جاتا۔ ۲۹ فیصد اس رائے سے بالکل اتفاق نہیں کرتے کہ عالمی تعلیمی معیارات تک رسائی ذریعہ تعلیم اردو سے ممکن ہے لیکن بالترتیب ۲۷، ۲۷ فی صد اس بات کی پرُزور تائید اور تائید کرتے ہیں کہ اردو میں ذریعہ تعلیم بننے کی صلاحیت موجود ہے۔ صرف ۱۱ اور ۸ فی صد اس بات سے بالکل غیر متفق اور غیر متفق نظر آتے ہیں۔ گویا پاکستانی عوام اردو زبان کی صلاحیت کے بارے میں مثبت رائے رکھتے ہیں۔

عدالتی زبان اردو

عدالتی زبان اردو کے ضمن میں ڈاکٹر سید عبداللہ لکھتے ہیں کہ:

"میرے نزدیک قانون کا مسئلہ عوامی مسئلہ ہے یہ سائنس کی طرح کا مخصوص اور تکنیکل مسئلہ نہیں اور اگر ہے بھی تو اس کی تکنیک پر اردو زبان انگریزی سے زیادہ قدرت رکھتی ہے۔ کیونکہ اردو میں قانونی الفاظ کا ذخیرہ انگریزی سے کسی طرح کم نہیں۔ بلکہ ملکی تقاضوں کے لحاظ سے انگریزی، اردو کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ آپ کو معلوم ہے کہ اردو کے ذخیرہ الفاظ کے تین بڑے ماخذ ہیں۔ ا۔ خالص دیسی نظام عدالت سے حاصل شدہ الفاظ۔ ۲۔ مسلمانوں کے زمانے میں جو نظام عدالت رائج تھا۔ اس کے الفاظ ۳۔ انگریزوں کے زمانے میں جو نظام عدالت قائم ہوا اس سے پیدا شدہ الفاظ جو یا تو براہِ راست عربی فارسی الفاظ کی صورت میں ہمیں ملے یا انگریزی سے ترجمہ ہوئے۔ اور انگریزی عدالتوں میں مروج رہے۔"(۱۰)

مزید لکھتے ہیں کہ:

"قانون بڑا وسیع ادارہ ہے۔ اس کی وسعت زندگی ساری وسعتوں کے برابر ہے۔ اس لیے ہم یہ دعویٰ تو نہیں کر سکتے کہ اردو کے قانونی الفاظ میں کسی اضافے کی ضرورت نہیں۔ مگر یہ کہا جاسکتا ہے کہ اردو ملکی ضرورتوں کے نقطہ نظر سے ملکی اور عوامی ضرورتوں کو انگریزی سے بہتر طور پر پورا کر سکتی ہے۔ اور چونکہ معاملہ کسی حصول انصاف کا ہے اور اس کے لیے چارہ جوئی کرنے والے کے اصل دعوے اور مافی الضمیر کو سمجھ کر عدالت مجاز کو مطمئن کرنا ایک بنیادی فریضہ ہے اس لیے انصاف کا منشا اس وقت تک پورا نہیں ہو تا جب تک مدعی، مدعا علیہ دونوں کے لیے وہ زبان استعمال نہ کی جائے جو ان کی اپنی زبان ہے۔" (۱۱)

مذکورہ بالا نکات کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے "عدالتی زبان اردو" کے حوالے سے سروے میں پانچ سوالات شامل کیے گئے۔ اس کے نتائج اس جدول ۸ سے ظاہر ہیں۔

جدول ۸۔ عدالتی زبان اردو

عدالتی زبان اردو	عدالتی زبان اردو سے سائلین کو سہولت	عدل و انصاف کے تقاضے پورے کرنے میں بہتری	ماضی میں عدالتی زبان اردو کا کامیاب تجربہ	اردو زبان میں قانون کی معیاری کتب کی دستیابی	اردو میں تسلی بخش قانونی اصطلاحات سازی
پرُزور تائید	73	54	18	27	23
تائید	30	30	28	32	23
غیر جانبدار	19	32	56	36	46
غیر متفق	10	12	17	26	25
بالکل غیر متفق	4	8	11	13	16
کوئی جواب نہیں	0	0	6	2	3

جدول ۸ کے نتائج کے مطابق ۵۳ فی صد نے پرُزور تائید کی کہ اردو کو عدالتی زبان قرار دینے سے عدالتوں میں مقدمات کی پیروی، سماعت اور فیصلوں میں سائلین کو سہولت میسر آئے گی۔ جب کہ بالکل غیر متفق کی تعداد صرف ۳ فی صد ہے۔ ۴۰ فی صد کی پرُزور تائید کے مطابق اردو زبان کے نفاذ سے عدل و انصاف کے تقاضے بہتر طور پر پورے کرنے میں مدد ملے گی۔ اردو میں معیاری قانونی کتب کی دستیابی اور قانونی اصطلاحات سازی پر تسلی بخش کام ہونے کے بارے میں بالترتیب ۲۷ اور ۳۴ فی صد نے غیر جانبداری کا مظاہرہ کیا۔ جبکہ بالترتیب صرف ۲۰ اور ۱۷ فی صد نے ان دونوں معاملات پر پرُزور تائید کی۔ مذکورہ بالا نتائج سے یہ پتہ چلتا ہے کہ کثیر تعداد عدالتی زبان اردو کی حمایت میں ہے۔

دفتری زبان اردو

دفتری نظام کسی بھی معاشرہ میں خاص اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ معاشرہ کے ہر فرد کو کسی نہ کسی کام کے سلسلے میں دفاتر سے واسطہ پڑتا ہے۔ اس لیے دفتری زبان کو نظر انداز کرنا ممکن نہیں۔ اسی اہمیت کے پیشِ نظر

سرکاری اور انفرادی سطح پر دفتری اردو کے نفاذ کے لیے عملی کاوشیں بھی منظرِ عام پر آئیں۔ دفتری اردو کے لیے مقتدرہ قومی زبان کی خدمات قابلِ ستائش ہیں۔ اس پلیٹ فارم سے دفتری اردو کے حوالے سے اہم کتب کی اشاعت ممکن بنائی گئی جن میں سے "دفتری اردو (وحید قریشی)، دفتری ترکیبات، محاورات اور فقرات کی لغت (مجیب الرحمٰن مفتی)، مختصر اصطلاحاتِ دفتری وغیرہ خاص اہمیت کی حامل ہیں۔ ان کاوشوں کی نشاندہی کرتے ہوئے مجیب الرحمٰن مفتی لکھتے ہیں کہ:

> " سرکاری دفتروں میں اردو کے نفاذ کی رفتار تیز کرنے کی سرکاری پالیسی کے پیشِ نظر جہاں متعلقہ افسران اور عملے کی ذہنی اور عملی تربیت پر زور دیا جارہا ہے وہاں یہ بھی ضروری تھا کہ ان اصحاب کے لیے جو عمر بھر انگریزی میں دفتری کام کرنے کے عادی رہے ہیں اور انگریزی الفاظ، محاورات ان کی زبان پر چڑھ چکے ہیں، یہ سہولت مہیا کی جائے کہ عام طور استعمال ہونے والے انگریزی الفاظ، ترکیبات، جملوں اور محاورات کے اردو متبادلات آسانی سے دستیاب ہو سکیں۔ دفتری محاورات، ترکیبات اور فقرات کی یہ لغت اسی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے ترتیب دی گئی ہے۔"(۱۲)

دفتری زبان اردو کی اہمیت کے پیشِ نظر اس کے بارے میں ۷ سوالات کو سروے کا حصہ بنایا گیا جس کے نتائج جدول ۹ سے ظاہر ہیں۔

جدول ۹۔ دفتری زبان اردو

دفتری زبان اردو	دفتری زبان اردو ۔انگریزی کی بہ نسبت زیادہ آسان اور فطری	دفاتر میں اظہارِ خیال اور روابط کے لیے اردو زبان کا استعمال	دفاتر میں تحریری زبان اردو	دفتری مراسلت کے اسلوب کے تقاضے	دفتری اردو کورس سیکھنے کی ضرورت	عوام سے اردو زبان میں دفتری مراسلت اور امور میں بہتری کے امکانات	دفاتر کی ویب گاہیں اردو زبان میں ہونے سے آسانی
پرُزور تائید	43	46	30	29	34	45	26

تائید	47	38	36	41	40	37	34
غیر جانبدار	22	34	38	41	38	32	43
غیر متفق	15	10	17	19	17	15	22
بالکل غیر متفق	8	8	10	6	6	7	11
کوئی جواب نہیں	1	0	5	0	1	0	0

پاکستان بننے کے بعد سے دفاتر میں انگریزی کا راج ہے اور خام خیال یہی ہے کہ دفتری انگریزی زیادہ آسان اور فطری ہے لیکن اس خیال کے برعکس بالترتیب ۳۲ اور ۳۵ فی صد نے پرُزور تائید اور تائید کی کہ دفتری اردو، دفتری انگریزی کی نسبت زیادہ آسان اور فطری ہے۔ ۳۴ اور ۲۸ فی صد نے بالترتیب پرُزور تائید اور تائید کی کہ دفاتر میں اظہارِ خیال، معاملات کے بیان اور روابط کے لیے اردو زبان کو استعمال کیا جانا چاہیے۔ دفتری مراسلت جس خاص اسلوب کی متقاضی ہوتی ہے اردو میں اس اسلوب کے تقاضے پورے کرنے کی اہلیت موجود ہے، دفاتر میں تحریری زبان بھی اردو ہی ہونی چاہیے ان سوالات کے جوابات کا جائزہ لیا جائے تو تائید کرنے والوں کی تعداد غیر متفق کے مقابلے میں زیادہ نظر آتی ہے۔ دفاتر میں کام کرنے والوں کے لیے ”دفتری اردو“ کا کورس سیکھنے سے دفتری مراسلت اور دفتری امور میں آسانی ممکن ہے۔ اس کے جواب میں ۳۴ اور ۴۰ افراد نے بالترتیب پرُزور تائید اور تائید کی کہ دفتری ملازمین کو دفتری اردو کا کورس سیکھنا چاہیے۔ ۳۳ فی صد نے پرُزور تائید کی کہ عوام سے اردو زبان میں مراسلت، تعلقاتِ عامہ، اعلانات اور اعلامیوں سے دفتری امور میں بہتری کے امکانات ہیں جب کہ صرف ۵ فی صد نے بالکل غیر متفق ہونے کا اظہار کیا۔ اردو زبان کے نفاذ کے لیے ایک اقدام یہ بھی کیا گیا کہ سرکاری دفاتر کی ویب گاہوں کے اردو زبان میں ترجمہ کا حکم دیا گیا۔ اس اقدام سے عوام کو فائدہ ہوگا اس سوال کے جواب میں ۳۲ فی صد نے غیر جانبداری کا ثبوت دیا جب کہ صرف ۱۹ فی صد نے پرُزور تائید کی۔

نفاذِ اردو کے لیے درپیش مسائل

قیامِ پاکستان کے بعد ہی سے اردو زبان کے نفاذ میں مختلف رکاوٹیں حائل رہیں۔ کبھی اس کے رسم الخط کو تنقید کا نشانہ بنایا گیا اور کبھی اس کے پُرتکلف اسلوب، رسمی انداز، عربی و فارسی تراکیب، دقیق اصطلاحات پر انگلی اٹھائی گئی اور کبھی کہا گیا کہ اردو زبان میں جدید دور کے تقاضوں سے ہم آہنگ ہونے کی صلاحیت موجود نہیں۔ اردو زبان پر ایک بڑا اعتراض یہ بھی کیا گیا کہ اردو میں جدید علوم کے تراجم موجود نہیں، اصطلاحات سازی پر تسلی بخش کام نہیں ہوا۔ اردو زبان کو اس تنقید کا بھی سامنا رہا کہ اردو زبان کا مزاج خالصتاً ادبی ہے نہ کہ سائنسی اور علمی جیسا کہ ڈاکٹر وحید قریشی نے لکھا تھا کہ "دفتری زبان کا ایک اہم پہلو زبان کا مزاج ہے۔ اردو زبان اب تک زیادہ تر ادبی طور پر برتی گئی ہے۔ اس لیے اس کا عمومی مزاج ادبی ہے۔ اس میں شعر و شاعری کا زیادہ زور ہے۔ اس لیے یہ ادبی زبان اپنے لب و لہجے اور عام چلن کے اعتبار سے جذباتی اور شاعرانہ رہی ہے"(۱۳) اس تناظر میں سروے میں ان تمام سوالات کو شامل کیا گیا۔ اس حصہ کے نتائج جدول ۱۰ میں بیان کیے گئے ہیں۔

جدول ۱۰۔ نفاذِ اردو: درپیش مسائل

نفاذِ اردو کے لیے درپیش مسائل	اردو رسم الخط اور املا	جملوں کی طوالت، پیچیدگی، دقیق اصطلاحات	جدید دور کے تقاضوں سے ہم آہنگی کی عدم صلاحیت	جدید علوم کے تراجم کی عدم دستیابی	اردو میں اصطلاحات سازی کی کمی	اردو سافٹ ویئرز کی کمی	اردو کا ادبی مزاج	اردو دنیا کی بڑی زبانوں کے مقابل کم درجہ زبان
ہاں	94	94	43	42	92	94	91	52
نہیں	29	40	92	88	42	37	45	83
کوئی جواب نہیں	13	2	1	6	2	5	0	1

مذکورہ بالا نتائج سے واضح ہے کہ ۶۹ فی صد نے قطعی طور پر اپنی اس رائے کا اظہار کیا کہ نفاذِ اردو کو درپیش مسائل میں سے اہم ترین مسئلہ اردو رسم الخط اور دقیق اسلوب کا ہے۔ ۶۸ فی صد نے اس بات کو رد کیا کہ اردو میں جدید دور کے تقاضوں کو پورا کرنے کی صلاحیت موجود نہیں ہے۔ ۶۸ فی صد کے نزدیک اردو میں سائنسی، قانونی، دفتری، زرعی، طبی اور کمپیوٹر کی وضع اصطلاحات اور لسانی تشکیلات اہم مسئلہ ہیں۔ نفاذ، اردو کا ایک اہم مسئلہ اردو میں سافٹ ویئرز کی کمی بھی خیال کیا جاتا ہے۔ سروے میں ۶۹ فی صد نے اس بات کی حمایت کی۔ ۶۷ فی صد نے اس مسئلہ کی تائید کر دی کہ اردو زبان کا مزاج خالصتاً ادبی ہے نہ کہ سائنسی اور علمی۔ اردو زبان کے بارے میں ایک خام خیال یہ بھی پایا جاتا ہے کہ اردو دنیا کی بڑی زبانوں کے مقابلے میں کم درجہ زبان ہے۔ ۶۱ فی صد نے اس خیال کو رد کر دیا۔

۴۔ نتائج

۱۔ پرائمری سطح پر ذریعہ تعلیم اردو ہونا چاہیے لیکن ثانوی اور اعلیٰ سطح پر ذریعہ تعلیم اردو نہیں ہونا چاہیے۔

۲۔ ذریعہ تعلیم اردو ہونے سے عالمی تعلیمی معیارات تک رسائی ممکن نہیں۔

۳۔ اردو میں ذریعہ تعلیم بننے کی صلاحیت موجود نہیں۔

۴۔ اردو کو عدالتی زبان قرار دینے سے عدالتی امور کی تکمیل اور عدل و انصاف کے تقاضے پورے کرنے میں سہولت میسر آئے گی۔

۵۔ اردو میں نہ تو قانون کی معیاری کتب دستیاب ہیں اور نہ ہے قانونی اصطلاحات سازی پر تسلی بخش کام ہو رہا ہے۔

۶۔ دفتری اردو، دفتری انگریزی کی بہ نسبت زیادہ آسان اور فطری ہے۔

۷۔ دفتری مراسلت اردو زبان میں ہونی چاہیے۔

۸۔ دفاتر میں کام کرنے والے ملازمین کو ''دفتری اردو کورس'' سیکھنا چاہیے اس سے دفتری امور میں بہتری کے امکانات ہیں۔

۹۔ نفاذِ اردو میں بنیادی مسائل میں رسم الخط اور املا کے مسائل، دقیق اصطلاحات اور پیچیدہ اسلوب ہیں۔

۱۰۔ اردو زبان میں جدید دور کے تقاضوں سے ہم آہنگ ہونے کی صلاحیت موجود ہے۔

۱۱۔ اردو میں تمام علوم کی وضع اصطلاحات کی عدم دستیابی اور لسانی تشکیلات بھی نفاذِ اردو کے اہم مسائل ہیں۔

۱۲۔ اردو زبان کا مزاج خالصتاً ادبی ہے، نہ کہ علمی اور سائنسی

۱۳۔ اردو دنیا کی بڑی زبانوں کے مقابلہ میں کم درجہ زبان ہر گز نہیں ہے۔

۵۔ تجاویز

۱۔ بین الاقوامی نوعیت کی اہمیت کی حامل جدید علوم و فنون کی کتب کے تراجم کروائے جائیں۔

۲۔ تمام علوم کی اصطلاحات سازی پر بھرپور توجہ دی جائے اور اصطلاحات سازی پر جو کام ہو چکا ہے اسے عملی جامہ پہنایا جائے۔

۳۔ اردو زبان کو سائنس اور ٹیکنالوجی کے جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کے لیے اردو سافٹ ویئرز کو مزید بہتر بنایا جائے۔

۴۔ اردو کو علمی اور سائنسی زبان بنانے کی طرف بھرپور توجہ دی جائے۔

حوالہ جات

۱۔ عبداللہ، ڈاکٹر سید، پاکستان میں اردو کا مسئلہ ایک تاریخی و تحقیقی مطالعہ، لاہور، مکتبہ خیابانِ ادب، ۱۹۷۶، ص ۳۵

۲۔ ایضاً، ص ۸۷

۳۔ درانی، عطش، پنجاب میں اردو اور دفتری زبان، لاہور، نذیر سنز پبلشرز، ۱۹۸۹، ص ۱۱۰

۴۔ عبداللہ، ڈاکٹر سید، پاکستان میں اردو کا مسئلہ ایک تاریخی و تحقیقی مطالعہ، ص ۱۱

۵۔ احمد، اشفاق، ''اردو میں سائنسی تعلیم'' مشمولہ، شاہ، سید شوکت علی، اردو زبان مسائل اور امکانات، ملتان، مجلس زبان دفتری، ۱۹۹۲، ص ۱۱۲

۶۔ سہیل، ڈاکٹر آغا، ہمارا ذریعہ تعلیم اور اردو، مشمولہ، ایضاً، ص ۱۵۹

۷۔ شاہ، سید شوکت علی، اردو زبان مسائل اور امکانات، ص ۲۱

۸۔ عبدالحق، اردو بحیثیت ذریعہ تعلیم، کراچی، انجمن ترقی اردو پاکستان، ۱۹۵۱، ص ۱۔۲

۹۔ عبداللہ، ڈاکٹر سید، پاکستان میں اردو کا مسئلہ ایک تاریخی و تحقیقی مطالعہ، ص ۱۸

۱۰۔ ایضاً، ص ۳۱۱

۱۱۔ ایضاً، ص ۳۱۲

۱۲۔ مفتی، مجیب الرحمٰن، دفتری ترکیبات، محاورات اور فقرات کی لغت، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۵

۱۳۔ قریشی، ڈاکٹر وحید، دفتری اردو، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۵، ص ۵